بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۲۹

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم جمعہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily

ALFAZL

RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۸/۲۳	۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ - ۱۱ وفا ۱۳۴۸ ہش - ۱۱ جولائی ۱۹۶۹ء	نمبر ۱۵۹

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری گریہ وزاری اضطراری ہو تو وہ خدا کی رحمت کو کھینچ لاتی ہے

آجکل کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اُٹھ نہیں سکتی

"قانونِ قدرت میں ہمیشہ دعا کا تعلق ہے۔ آجکل کے نیچری طبع لوگ جو علوم حقّہ سے محض بے خبر اور ناواقف ہیں۔ اور اُن کی ساری تگ و دو کا نتیجہ یورپ کے طرزِ معاشرت کی نقل اُتارنا ہے دعا کو ایک بدعت سمجھتے ہیں۔ اِس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے تعلق پر کچھ مختصر سی بحث کی جائے۔

دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب اور بیقرار ہو کر دودھ کے لئے چلّاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کی پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اُس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لیتی ہیں یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اُتر آیا ہے جیسے بچہ کی اِن چیخوں کو دودھ کے جذب و کشش کیساتھ ایک علاقہ ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلّاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اُس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اسکو کھینچ لاتی ہے۔ اور مَیں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دعا کی صورت میں آتا ہے مَیں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ مَیں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آجکل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اسکو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اُٹھ نہیں سکتی۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ مَیں قبولیتِ دعا کا نمونہ دکھانے کیلئے ہر وقت تیار ہوں۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۹۸)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۰ روفا - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مری میں دو ہفتہ قیام فرمانے کے بعد کل ۹ روفا کو ایک بجے بعد دوپہر مری سے بذریعہ موٹر کار ربوہ تشریف لائے۔ حضرت بیگم صاحبہ محترمہ بھی حضور ایدہ اللہ کے ہمراہ تشریف لائی ہیں۔ علاوہ ازیں محترم جناب ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب اور مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم۔اے پرائیویٹ سیکرٹری بھی ربوہ آئے ہیں۔

حضور کی تشریف آوری کے وقت بہت سے مقامی احباب نے امیر مقامی محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کی زیرِ قیادت احاطہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں موجود رہ کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خیر مقدم کرنے کی سعادت حاصل کی۔

کل شام حضور نے نمازِ مغرب پڑھانے کے بعد ازراہِ شفقت مسجد مبارک میں تشریف فرما رہ کر احبابِ جماعت سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرمائی۔ نیز انہیں اپنے رُوح پرور ملفوظات اور مواعظِ حسنہ سے سرفراز فرمایا۔

ربوہ میں حضور کا قیام مختصر ہوگا اور حضور جلد مری واپس تشریف لے جائیں گے۔

حضور ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ کل سفر نیز گرمی کی شدت کی وجہ سے کچھ کوفت ہو گئی تھی۔ احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ضروری اعلان

ربوہ میں حضور کا قیام بہت مختصر ہے اس لئے قیامِ ربوہ کے دوران حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقاتیں نہیں ہوں گی۔ احباب اس امر کا خاص خیال رکھیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

فضلِ عمرؓ درس القرآن کلاس

امراء کرام و صدر صاحبان سے اہم درخواست

اِس سال مورخہ ۲ ظہور (اگست) سے فضلِ عمر درس القرآن کلاس شروع ہو رہی ہے۔ یہ کلاس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منظور فرمودہ پروگرام کے مطابق جماعتی انتظام کے ماتحت منعقد ہوتی ہے۔ اس میں جملہ جماعتوں کے نمائندوں کی شمولیت ازبس ضروری ہے۔ ان نمائندوں کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ محترم امراء کرام اور صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ سے درخواست ہے کہ بہت جلد اپنے اپنے علاقہ اور اپنی اپنی جماعتوں کے ناموں سے مطلع فرما دیں۔ ان کی اس اطلاع کی رپورٹ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش ہوتی رہے گی۔

انفرادی طور پر شامل ہونے کے خواہشمند احباب اپنے کوائف لکھ کر نظارت سے اجازت حاصل کر لیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن))

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۱ وفا ۱۳۴۸ ہش

اسلامی معاشرہ

ہم واضح کر چکے ہیں کہ اسلامی اخلاق کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ اسلامی اخلاق میں زندگی کے ہر شعبہ میں انسانیت کا مظاہرہ کرنا داخل ہے۔ اسلامی اخلاق کسی فرقہ یا گروہ یا جماعت کے ساتھ وابستہ نہیں اور نہ کسی فرد کے ساتھ۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں حسبِ حال اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کیا جا سکتا ہے۔ خواہ ایک مزدور کا کام ہو یا حکومتی افسر کا دونوں اسلام کے اخلاقی قانون کے پابند ہیں۔ اس طرح معاشرہ کا ہر پہلو جب تک اسلامی اخلاق پر قائم نہ ہو اس وقت تک نہ تو کوئی مزدور اور نہ کوئی حکومت کا افسر اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔

ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ محض نیک اعمال جن کی بنیاد تقوے اللہ پر نہ ہو اسلامی اخلاق کے مظاہر نہیں ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے جب تک نماز میں خلوص نہ ہو نماز بھی بُت پرستی کی ہی ایک قسم بن جاتی ہے۔ اصل چیز اعمال کا مغز ہے لیکن قشر کے بغیر عمل کا مغز بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ محض خلوص جس کا اظہار اعمال سے نہ ہو کوئی مفید چیز نہیں ہے۔ ایک انسان دین میں خواہ کتنا مخلص ہو لیکن اگر وہ اپنے اخلاص کا اظہار اعمال میں نہ کرے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسی لئے جہاں جہاں ایمان اور اعمال کا ذکر قرآنِ کریم میں آیا اکٹھا ہی آیا ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ کے آغاز میں متقین کی جو صفت بیان کی گئی ہے وہ نہ تو محض غیب پر ایمان لانا ہے اور نہ محض عبادتِ الٰہیہ اور خدمتِ خلق ہے بلکہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ اور وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ لازم ملزوم قرار دیئے گئے ہیں۔ اسی لئے ہر جگہ پر اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا ذکر اکٹھا ہی آتا ہے۔ نرا ایمان یعنی مغز اور نرے اعمال یعنی قشر کوئی الگ الگ قیمت نہیں رکھتے بلکہ قشر اور مغز دونوں مل کر اسلامی اخلاق کا صحیح تصوّر پیش کرتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ جب تک کسی قوم کی اکثریت ایمان باللہ اور اعمالِ صالحہ میں خاص مقام نہ حاصل کرے وہاں نہ تو کوئی اسلامی معاشرہ قائم ہو سکتا اور نہ معاشرہ کا کوئی جزو اپنا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ محض اسلامی اخلاق کو کسی شعبہ میں اُوپر سے ٹھونسنے کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی حکومت صحابہ کرامؓ کے زمانہ ہی میں قائم ہو سکی۔ بعد میں آنے والی مسلمان نسلیں اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا مقام کھو بیٹھیں ان کی اکثریت ایک طرف یعنی دُنیا کی طرف جُھک گئی اور مال و دولت اور حکومتی اقتدار کی شیدا ہو گئی۔ اس لئے دنیوی جاہ و جلال اور حکومتی شان و شوکت تو ان کو حاصل رہی مگر اسلامی اخلاق کا بحیثیت الکل مظاہرہ کرنا ان کے بس میں نہ رہا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض مسلمان بادشاہ اور حکام اخلاق کے اُونچے مقام پر فائز رہے ہیں اور انفرادی لحاظ سے بھی اور اجتماعی لحاظ سے بھی مسلمانوں کا اخلاق دوسری اقوام سے بلند رہا ہے لیکن اس کے باوجود خلافتِ راشدہ والی حکومت پھر ان میں قائم نہیں ہو سکی۔

اس سے ہم کو یہی سبق مل سکتا ہے کہ جب تک مسلمانوں کی اکثریت اسلامی اخلاق سے صحیح معنوں میں مزیّن نہ ہو اس وقت تک اسلامی معاشرہ اور اسلامی حکومت کے خواب دیکھنا سوا پریشان خیالیوں اور فتنہ و فساد کے اور کچھ بھی مفید ثابت نہیں ہو سکتے۔

(باقی)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حصولِ محبّتِ الٰہی کی دُعا

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : "کَانَ مِنْ دُعَآءِ دَاوٗدَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ ، وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ ، وَاَھْلِیْ ، وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔

(ترمذی کتاب الدعوات ص ۱۸۷/۲)

حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام یوں دعا مانگا کرتے تھے "اے میرے اللہ میں تجھ سے تیری محبّت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبّت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبّت جو مجھے تیری محبّت تک پہنچا دے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبّت مجھے اپنی جان اپنے اہل و عیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

تفسیرِ سُورۂ فاتحہ — از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آ۔ مسیحِ پاک کے اعجاز کی تصویر دیکھ
دیکھ سُورہ فاتحہ کی دلنشیں تفسیر دیکھ

یہ ہیں سات آیات۔ قرآں کا وہ بابِ اوّلیں
جن کا اِک اِک لفظ ہے۔ جانِ سکوں وجد آفریں

یہ صحیفہ ہے۔ "ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ" جس کو کہیں
پیکرِ جاں کے لئے۔ رُوْحُ الْاَمِیْن جس کو کہیں

کیا بلاغت ہے کہ ہر جُملہ ہے تصویرِ کلام
کر رہے ہیں شرح اِس کی خود زمانے کے امام

یہ معانی۔ یہ مطالب۔ یہ معارف۔ یہ گُداز
یہ لگن۔ یہ شوق۔ یہ جذبِ نہاں۔ یہ سوز و ساز

عشق و سرمستی۔ سرود و کیف۔ اندازِ جُنوں
بیخودی۔ بیداریٔ پنہاں۔ سرورِ اندرُوں

حشر تک کرتے رہیں گردش نجوم و ماہتاب
غیر ممکن ہے کہ لائیں اِن معارف کا جواب

"کس قدر ظاہر ہے نُور اُس مبداء انوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا"

عبدالسلام اختر ایم اے

طلبا قوم کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہیں۔ انہیں پر قوم کے مستقبل کا انحصار ہے

انہیں اعلیٰ اوصاف سے متصف ہونا چاہیئے تا کہ وہ ملک کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لے سکیں

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے کانووکیشن میں جناب ڈاکٹر حمید الدین صاحب کا خطبہ تقسیم اسناد

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے کانووکیشن منعقدہ ۲۹ جون ۱۹۶۹ء کے موقعہ پر محترم ڈاکٹر حمید الدین صاحب چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ سکنڈری ایجوکیشن سرگودھا نے انگریزی میں جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس کا ترجمہ ذیل کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی انتظامیہ کا اور محترم پرنسپل صاحب کا شکر ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کالج کی اس اہم تقریب میں مجھے شریک ہونے کا موقعہ دے کر سرفراز کیا۔

یہ جاننے کے باوجود کہ تقسیم اسناد کے موقعہ پر خطبہ دینے کے لئے بڑے بڑے لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ میں نے یہاں حاضر ہونے کی حامی بھر لی۔ حالانکہ میں کوئی بڑا آدمی ہوں نہ بڑا ہونے کا تصور کر سکتا ہوں۔ لیکن اس دعوت کو قبول کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں بنیادی طور پر ایک استاد ہوں اور پچھلے ڈیڑھ دو برس میں مجھے طالب علموں سے کسی رابطہ اور تعلق کا موقعہ نہیں ملا۔ میں نے یہ بھی سوچا کہ چلئے اس بہانہ سے مجھے آپ سے تبادلۂ خیال کا موقعہ بھی مل جائیگا کیونکہ میں بھی ملک کے اس حصہ میں رہتا ہوں جس میں آپ بستے ہیں۔ میں کئی بار دریائے چناب کے کنارے پر پکنک کے لئے آیا ہوں، بلکہ ایک بار یہیں میں نے ستار کی دُھنیں سنی تھیں اور بے خود ہو کر اس کی موسیقی میں کھو سا گیا تھا اور زندگی میں پہلی بار مجھے اس بات کا احساس ہوا تھا کہ موسیقی میں کتنی کشش اور لطافت ہوتی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ مبادلۂ خیال وہ لوگ کرتے ہیں جو عموماً ہم عمر ہوتے ہیں اور ایک ہی جیسے تجربات سے دوچار ہو کر مختلف نتائج پر پہنچتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ میں آپ کا ہم عمر ہوں نہ اس زمانہ کا آدمی ہوں جس میں سے آپ گزر رہے ہیں۔ بایں ہمہ اسی بات نے ہی کہ میں پرانی نسل کا آدمی ہوں۔ اور آپ نئی نسل سے تعلق رکھتے ہیں مجھے اکسایا کہ میں اپنے دل کی آپ سے کہوں۔ میں نے سوچا کہ دو دو باتیں ہو جائیں تو اچھا ہے۔ کیونکہ گو ہم ایک زمانہ کے افراد تو نہیں۔ لیکن ہم نے کم از کم پاکستان کی تاریخ کا موجودہ زمانہ باہم مل کر دیکھا ہے بلکہ ہم اس میں سے گزر کر ہی موجودہ دور میں داخل ہوئے ہیں۔

مجھے توقع ہے کہ اگر میں اپنی پرانی یادوں کو گنگنانے کی کوشش کروں گا تو آپ برا نہیں منائیں گے۔ وہ زمانہ بھی تھا کہ ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک شہر شہر اور قریہ قریہ میں آپ کی عمر کے نوجوان پاکستان کے حصول کی خاطر سڑکوں پر نکل آئے تھے۔ لیکن وہ محض نعرہ بازی کرنے کی بجائے پاکستان کی خاطر اپنی عزیز جانیں تک قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جسے میں عمر بھر فراموش نہیں کر سکوں گا۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا۔ کہ ان لوگوں کے نزدیک پاکستان کی اہمیت کیا تھی۔

انگریزی راج اپنے آخری دموں پر تھا لائل پور میں ایک نیا ڈپٹی کمشنر تعین کیا گیا۔ جو راشٹریہ سیوک سنگھ کا کٹر حامی تھا۔ اس نے آتے ہی کرفیو لگا دیا۔ یہ پہلی ہی رات کا واقعہ ہے۔ کرفیو کے نفاذ کا سائرن ہو چکا تھا۔ میں اوپر کی منزل میں کھانا کھا رہا تھا کہ میرے نوکر نے مجھے اطلاع دی کہ کچھ لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں۔ میں نے اسے ڈانٹا کہ کرفیو کے دوران کون آ سکتا ہے؟ لیکن اس نے اصرار سے کہا کہ کچھ لوگ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اور نیچے بیٹھک میں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ خیر میں نیچے اترا میں نے دیکھا کہ میرے آٹھ شاگرد اسی طرح میرے سامنے بیٹھے ہیں جس طرح اس وقت آپ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ راشٹریہ سیوک سنگھ والوں نے مجھے اور میرے ایک ہندو دوست کو کرفیو سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آج رات ختم کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے وہ میری حفاظت کی خاطر یہاں آن بیٹھے ہیں۔ اور اگر اس سلسلہ میں انہیں جان کی قربانی بھی دینا پڑی تو دریغ نہیں کریں گے۔ اور ان غنڈوں کو اپنے مذموم ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ میں نے اپنی ساری منطق انہیں سمجھانے پر صرف کر ڈالی۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے پاکستان کے ان آٹھ معماروں (میں انہیں معمار ہی کہوں گا) میں سے ایک صاحب اسی علاقہ کے ایک بہت بڑے کالج کے پرنسپل ہیں۔ اور ہو سکتا ہے یہیں کہیں آپ کے درمیان تشریف فرما بھی ہوں۔ آپ کہیں گے کہ اگر آپ اس موقعہ پر ہوتے تو آپ بھی ایسا ہی کرتے لیکن معاف کیجئے مجھے اس میں کلام ہے! کیوں ہے؟ میں عرض کرتا ہوں۔

پچھلے دنوں ہم نے آپ جیسے نوجوانوں کو دیکھا جو بہادر بھی تھے، جرأت مند بھی اور ناقابل شکست بھی۔ ان میں سے بعض نے اپنی جانیں بھی قربان کیں۔ لاکھوں آپ جیسے طلباء، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے باہر نکل آئے اور بڑے شریفانہ اور بلند مقاصد کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ مجھے یہ سب کچھ تسلیم ہے۔ لیکن آپ تھوڑی دیر کے لئے غیر جانبداری سے غور کیجئے کہ آپ میں سے کتنے ہی تھے جو محض اس لئے اس ہنگامہ میں شریک تھے کہ فیسیں کم کر دی جائیں۔ تعلیمی معیار گرا دیا جائے اور ڈگری کی قدر و قیمت بالکل ختم کر دی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا کہنے والوں کی تعداد اول الذکر طلباء کی نسبت کہیں زیادہ تھی۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے لیکن آپ کو بہرحال اسے تسلیم کر لینا چاہیئے۔ کیا آپ جانتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ یہ اس لئے ہے کہ آپ اس تلخ حقیقت کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں کہ صرف وہی ڈگری قابل قدر ہوتی ہے۔ جو محنت، خلوص اور لگن سے حاصل کی گئی ہو۔ اور وہ ڈگری جو دھوکے اور فریب سے حاصل کی گئی ہو۔ کاغذ کے پرزے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی کیونکہ محنت کے بغیر نہ علم آ سکتا ہے نہ تربیت ہو سکتی ہے۔ اور نہ بصیرت مل سکتی ہے۔ پرانے زمانہ کے طلباء (ان آٹھ طلباء کی طرح جن کا میں نے ذکر کیا ہے) آپ کی طرح نہیں تھے ان میں سے ہر شخص تلخ سے تلخ حقائق کو تسلیم کرنے ان کا مقابلہ کرنے اور اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کو ہی اصل حیات سمجھتا تھا۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ آپ کو یہ باتیں پسند نہیں آئیں مگر معاف کیجئے یہ میں آپ سے نہیں کہہ رہا جو میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ یہ بات میں ان ہزاروں لاکھوں طلباء سے کہہ رہا ہوں جنہوں نے ابھی میٹرک کا امتحان دیا ہے یا آئندہ چند مہینوں میں ایف۔ اے، بی۔ اے یا ایم۔ اے، ایم ایس سی کے امتحانوں میں شریک ہونے والے ہیں۔

میٹرک کے پچھلے امتحان کے دوران میں نے بورڈ کے سیکرٹری صاحب اور کنٹرولر صاحب کے ہمراہ اپنے دائرہ کار کے مختلف امتحانی مراکز کا معائنہ کیا۔ چند دنوں کے معائنے کے دوران جو کچھ ہم نے دیکھا وہ اتنا مایوس کن اور درد انگیز تھا کہ پاکستانی نوجوانوں پر مکمل اعتماد رکھنے کے باوجود ہمیں اپنی شکست کا احساس ہونے لگا۔ ان واقعات کی سنگینی پر ہم سر بہ گریبان ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ محض چند ہی امیدوار ایسے ہیں جو دیانتداری سے پرچے حل کرتے ہیں۔ وہ بھی شاید اس لئے کہ نگرانی کرنے والا عملہ ان کو ناجائز وسائل استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ورنہ ہمارے سارے امتحانی مراکز امیدواروں اور نگرانوں کے درمیان کھینچا تانی کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ایک طرف نگرانی کرنے والے ہیں دوسری طرف امیدوار۔ امیدوار اس بات پر تلے بیٹھے ہیں کہ وہ نگرانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ہی دم لیں گے۔ نگرانی کرنے والے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مارے مارے پھرتے ہیں۔ ایک کو بچایا دوسرے کو تنبیہہ کی۔ غرض ناک میں دم ہے۔ آخر یہ پانچ چھ نگران، اتنی بڑی تعداد کا کیا مقابلہ کریں اور کیسے مقابلہ کریں؟

مجھے محسوس ہوتا ہے کہ امتحان تعلیمی مشغلہ نہیں بلکہ ایک ایسی جنگی مشق ہے۔ جس میں چار پانچ سو آدمی پچاس ساٹھ ہزار ایسے امیدواروں اور ان کے حواریوں کا مقابلہ کرتے ہیں جو اپنے ممتحنوں کو دھوکہ دینے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اور دھوکہ بھی ان ممتحنوں کو جو ان کی تعلیمی کارکردگی کو پرکھنے انہیں سرٹیفکیٹ اور ڈگریاں دینے اور ان کے نتائج کا اعلان کرنے پر مامور کئے گئے ہیں۔ جب سے میں اس معائنہ سے واپس آیا ہوں اپنے آپ سے مسلسل سوال کر رہا ہوں کہ وہ ڈگری کس کام کی ہے۔ جس کے بارے میں نوجوانوں کے دل جانتے ہیں کہ یہ دھوکہ اور فریب سے حاصل کی گئی ہے؟ یقین جانئے کہ مجھے اپنی بہترین کوششوں کے باوجود ابھی تک اس کا جواب نہیں ملا میں صرف یہ سمجھ سکا ہوں کہ شاید ہمارے نوجوان اپنے آپ کو یہ دھوکا اس لئے دے رہے ہیں۔ تا کہ وہ زندگی کے میدان میں ہر بڑے اور عقلمند شخص کو جو بھی ان کی راہ میں آئے اسی طرح دھوکے پر دھوکا دیتے چلے جائیں۔ یہ تو خیر امتحانوں کی بات ہے

ہم مذہب کے معاملات میں بھی تصنع اور فریب سے بھی باز نہیں آتے۔ ہمارے اکثر نوجوان اس مرض کا شکار ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ دیانتداری کے ساتھ اسلام کو قبول کریں یا اس کا انکار کریں وہ منہ سے تو اس کا اقرار کرتے ہیں لیکن اپنی زندگی کے کسی میدان میں اپنے اصولوں کو اپنانا پسند نہیں کرتے۔ میرا خیال ہے کہ آج تک کسی نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ ہمارے طلباء اپنے آپ کو مسلمان کیوں کہتے ہیں؟ ان کے ذہنوں میں اسلام کا کیا مفہوم ہے؟ اگر تین چار مہینوں تک مسلسل ایک اوسط درجے کے نوجوان کے روزانہ مشاغل کی فہرست تیار کی جائے۔ اور جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا تو مجھے افسوس ہے کہ ان اعمال کی اوسط مایوس کن حد تک کم نکلے گی جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان مابہ الامتیاز ہیں بلکہ مجھے ڈر ہے کہ شاید ایسی اوسط سرے سے موجود ہی نہ ہو۔ اس کے باوجود ہمارے اکثر نوجوان ظاہرداری کا لبادہ اوڑھے پھرتے ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور بھول کر بھی وہ کام نہیں کرتے جو ایک سچے مسلمان کو کرنے چاہئیں۔ آخر وہ کیوں ایسا کرتے ہیں اور کیوں ایسا کرتے ہیں؟ کیا یہ خود فریبی نہیں؟

اب تک میں نے امتحانوں اور مذہب کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ باتیں ان کی زندگی کے ہر گوشے پر صادق آتی ہیں۔ مثال کے طور پر دوسروں کے ساتھ برتاؤ سے متعلق ان کے کردار کے کسی پہلو کو لے لیں۔ اس کے تجزیہ کے بعد بالآخر آپ اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ تمام تر خرابی کی جڑ خود فریبی و فریب کاری کا جذبہ ہی ہے جس پر وہ ملتو ہیں — مجھے امید ہے کہ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ کیوں آج کے طلباء ان آٹھ پرانے طلباء کی طرح پاکستان کے لئے قربانیاں نہیں کر سکتے؟ پرانی نسل کے لوگ مذہب میں، امتحان میں اور زندگی کے دوسرے مشاغل میں دھوکے اور فریب کو روا نہیں رکھتے تھے۔ لیکن آپ روا رکھتے ہیں۔ مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ میں اس بے رحم صاف گوئی سے کیوں کام لے رہا ہوں۔ آپ ہماری قوم کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ ہمارے عوام کے مستقبل کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر پڑنے والی ہے۔ اگر آپ پُرخلوص اور مکمل انسان ہیں اور اپنی جگہ بے مثال تو دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کی ترقی میں روک نہیں ڈال سکتی۔ اور پاکستان کو اس مقام تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی جہاں پاکستان دوسروں کی اس طرح دستگیری کر سکے۔ جس طرح آج دوسرے اس کی دستگیری کر رہے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ آپ اسی طرح خود فریبی میں مبتلا رہے تو کوئی ذی شعور انسان پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کا تصور بھی نہیں کر سکے گا۔ جس کا پاکستان بجا طور پر مستحق ہے۔

آپ پوچھیں گے کہ ہم جو کچھ بھی ہیں ایسے کیوں ہیں؟ کیا ہم فریب نفس کے اس جنگل سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں؟ لیجئے میں پہلے سوال کا پہلے جواب دیتا ہوں۔

آپ وہی ہیں جو اس وقت آپ ہیں لیکن آپ اپنی مرضی سے ایسے نہیں بنے۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں اور آپ کے اندر جو دھوکا اور فریب بھرا ہوا ہے۔ اس میں آپ کا زیادہ قصور نہیں ہے۔ یہ سب کیا دھرا دوسروں کا ہے۔ وہ کون ہیں جنہوں نے آپ کو ایسا بنا دیا ہے؟ اس سوال کا تفصیلی جواب دینے کا یہ موقعہ نہیں۔ لیکن آپ کے تجسس کو کم کرنے کے لئے میں کچھ اشارے کرتا ہوں۔ آپ کو صدمہ تو ہوگا لیکن میری باتوں پر غور کیجئے گا۔

میرے نزدیک آپ کی فریبی اور مصنوعی شخصیتوں کی تعمیر کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں نوجوانوں کی صلاحیتوں اور کردار کا معمار سمجھا جاتا ہے۔ سادہ لفظوں میں وہ والدین ہیں استاد ہیں اور وہ لوگ ہیں جن پر دینی راہنمائی کا فرض عائد ہوتا ہے کہ کیا والدین اور کیا اساتذہ سارے کے سارے ہی آپ لوگوں کو بگاڑنے کی کوشش میں اندھا دھند شریک ہو گئے ہیں۔ پچھلے دس بیس برسوں میں کچھ چالاک لوگوں نے آپ کے اخلاق کو ایسے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی کہ انہوں نے پاکستان کے جنگجو اور بہادر عوام کو ایک ایسے اسلحہ خانہ کی مانند بنا دیا جس میں پھٹی ہوئی گولیوں ناکارہ بموں اور مختلف قسم کے کھوکھلے سرکنڈوں سے بنی ہوئی بندوقوں کے علاوہ اور کچھ نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ فی الاصل ایسی سازش کبھی ہوئی ہے نہ ہوگی لیکن میں ایسا کیوں محسوس کرتا ہوں؟ یہ بات میں آپ کو مختصراً بتاتا ہوں۔

یہ کہنا تو درست نہ ہوگا کہ پچھلے بیس برسوں میں والدین نے اپنے بچوں سے پیار کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن اس حقیقت کے باوجود عملی طور پر والدین نے اپنی آزادہ روی اور قانون خداوندی اور قانون انسانی سے فرار کے جواز کی خاطر بڑی بڑی چالاکیوں سے کام لیا ہے اور اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ ایک غریب اور دوسرے امیر۔ غریبوں کا تو خیر ذکر ہی کیا کہ وہ اپنی روزی کمانے میں اس حد تک مستغرق رہتے ہیں کہ انہیں بچوں کی تربیت کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ لیکن امیر لکھ پتی بننے کے جنون میں اس حد تک مبتلا ہوئے اور انہوں نے اپنے اور اپنی اولادوں کے حق میں ایسے ایسے شیطانی حربوں کو جائز سمجھا کہ جن کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ وہ والدین ہیں جنہوں نے دن رات محنت کر کے اچھے اور برے، حقیقی اور غیر حقیقی اور حق اور ناحق کے تمام فرق حرف غلط کی طرح مٹا دیئے۔ ہمارے نوجوانوں کے اندر جو خود فریبی کی عادت پیدا ہوئی۔ یہ سب ایسے ہی والدین کی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔

اب رہے استاد قطع نظر اس بات کے کہ پچھلے دس بیس برسوں نے ان کی تمام عالمانہ صلاحیتیں مفلوج کر دی ہیں اور انہیں اس شے سے محروم کر دیا ہے جو انہیں طلباء اور معاشرہ کی راہ میں مفلوج بناتی ہے۔ اب نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی دوسرے طریق سے روزی کما سکتا ہے استاد بننا پسند نہیں کرتا۔ کوئی شخص استاد کی پروا نہیں کرتا۔ کوئی اس کی عزت نہیں کرتا اور کوئی شخص اس کے پاس اس وقت تک نہیں آتا۔ جب تک اسے اپنے گھناؤنے مقاصد کے حصول میں اس کی امداد کی ضرورت نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسے استاد اپنی نگاہ میں اور دوسروں کی نگاہ میں اپنی عزت کھو بیٹھے ہیں اور وہ اپنے طلباء کو منہ در منہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں چیز بری ہے وہ نہ کرو اور فلاں چیز اچھی ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ والدین کے علاوہ کچھ ایسے استادوں کا تذکرہ بھی ہم کر چکے ہیں جنہوں نے نادانستہ اچھے اور برے، حقیقی اور غیر حقیقی اور حق اور ناحق کی تفریق مٹانے میں کردار ادا کیا۔ اس لئے اساتذہ اس خود فریبی کے پیدا کرنے میں برابر کے شریک ہیں۔

اب رہے دینی علوم میں دسترس رکھنے والے سو یہ لوگ بیسویں صدی کے حقائق سے ازلی ابدی بیزار نظر آتے ہیں حالانکہ یہ صدی نظریاتی جنگ کی صدی ہے۔ ان کے مواعظ الا ماشاء اللہ ان مسائل سے خالی ہوتے ہیں جو ہمارے نوجوانوں کو درپیش ہیں۔ ان کی زبان ہمارے طلباء کو سمجھ نہیں آتی اس لئے وہ اپنی بات نوجوانوں تک پہنچا نہیں سکتے۔ جن اخلاقیات کا درس وہ دیتے ہیں وہ موجودہ دور کے بچے اور بچیوں کے لئے بے معنی ہیں وہ اقوام مغرب کی سائنسی ترقیات اور موجودہ دور کی تحقیقی باریکیوں کو محض ایک قیاسی چیز سمجھتے ہیں۔ وہ ایسے محاورہ میں گفتگو کرتے ہیں جس سے نوجوانوں کے دل میں یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کسی زمانے میں کوئی ضابطہ حیات ہوگا یا شاید اس صدی تک ضابطہ حیات رہے۔ لیکن بعد میں شاید بیس صدیوں کے بعد یہ دین اپنا سارا وقار کھو بیٹھے گا اور قوموں اور ملکوں کے لئے تو کجا شاید کسی چھوٹے سے گروہ کے لئے بھی قابل عمل نہ رہے۔ یہ لوگ موجودہ دور کے حقائق سے ناآشنا ہیں ہی۔ لگتا یوں ہے کہ وہ خالص مذہبی حقائق سے بھی اپنا رشتہ منقطع کر چکے ہیں اور شرعی مسائل میں بھی موثق رائے نہیں دے سکتے۔ اس طرح وہ بھی بالواسطہ ہمارے نوجوانوں کی ذہنی پریشانی کا باعث بنے ہیں اور اس الجھاؤ نے انہیں خود فریبی میں مبتلا کر دیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں شاید آپ مجھ سے تاجروں کے بارے میں کوئی بات کہنے کی توقع نہیں رکھیں گے۔ کیونکہ آپ سب جانتے ہیں کہ وہ ہر شے میں ملاوٹ کرنے کی عادت میں بہت پختہ ہو چکے ہیں۔ عوام کے اخلاق عوام کی صحت تو جائے بھاڑ میں! وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ انہیں جلد سے جلد امیر ہو جانا چاہیئے۔ آج جو چیز آپ کو خالص نظر آتی ہے۔ وہ محض اس لئے خالص ہے کہ اس میں ملاوٹ کرنے کا طریق ابھی دریافت نہیں ہوا۔ لیکن اطمینان رکھئے جلد ہی دریافت ہو جائیگا پھر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب ہمارے تاجروں کی شبانہ روز مساعی سے خالص کا لفظ خالصۃً ہو کر رہ جائے گا۔ ہمارے نوجوانوں نے ان تاجروں سے کیا سیکھا ہے؟ صرف یہ سبق؛ کہ جو چیز خالص ہے اس کو ملاوٹ زدہ، گندہ اور ناخالص بنا دیا جائے۔

اب میں معاشرہ کا ذکر کرتا ہوں۔ ہمارے معاشرہ نے ہمارے بچوں کو بدعنوان اور بداخلاق بنانے کے لئے جو زہر پھیلایا ہے۔ اس کی مقدار اور اس کے اثرات کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسی ماحول میں ہوا ہے۔ اور بچوں کو بداخلاق بنانے والے ایجنٹ (میں یہ لفظ استعمال کرنے کے لئے شرمسار ہوں) بچوں کو بداخلاق بنا رہے ہیں۔ اس لئے معاشرہ کے ان مخرب اخلاق طور طریقوں پر تفصیلی بحث

ہر ماہ کی بیس تاریخ تک لازمی چندہ جات مرکز میں بھجوا دیئے جایا کریں (ناظر بیت المال ربوہ)

کرنے کی بجائے میں آپ کو ایک ٹھوس مثال دیتا ہوں۔ جس سے آپ اندازہ لگائیں کہ معاشرہ ناغیر محسوس طور پر کس طرح برے اثرات پیدا کرتا اور ان کی پشت پناہی کرتا ہے میں طریقۂ امتحان کی مثال دیتا ہوں۔ اگر ہمارے معاشرہ کو دس سال ہی پہلے اس بات کا احساس ہو جاتا کہ میٹرک سے لیکر ایم اے کے معیار تک ہمارے امتحانات کا طریقہ بالکل فرسودہ اور بے معنی ہے اور نوجوانوں کی صلاحیتوں کو جانچنے کے ناقابل ہے تب بھی اس کی اصلاح ہو سکتی تھی۔

جو لوگ اس طریق امتحان سے واقف ہیں وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ اس طریق امتحان میں ناپسندیدہ عناصر کو من مانی کرنے، امتحان کے مقصد کو فنا کرنے اور دوسروں کو ڈرانے دھمکانے کے غیر محدود مواقع میسر ہیں اور اس بات کے کافی وافی ثبوت موجود ہیں کہ موجودہ طریق امتحان تعلیمی صلاحیتوں کو جانچنے کا ناقص ترین ذریعہ ہے۔ امتحانی مراکز میں نگرانی کرنے والے عملہ کو بھاری رقوم پیش کی جاتی ہیں کہ وہ انہیں کھل کھیلنے کی کھلی چھٹی دے دیں۔ لیکن اگر نگران عملہ دیانتداری کا دامن پکڑتا ہے تو انہیں سنگین نتائج کی دھمکی دی جاتی ہے۔ دھینگامشتی کی جاتی ہے۔ انہیں مارا پیٹا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات انہیں امتحان کے دوران کیلئے اغوا کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ اس طریق امتحان میں یہ بھی ممکن ہے کہ ناکارہ امیدواروں کے پرچے اچھے اور ذہین امیدواروں سے بدل دئے جائیں۔ اور جب نتیجہ نکلے تو معاملہ بالکل الٹ ہو۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم اس ناکارہ اور فرسودہ طریق امتحان سے کیوں چمٹے ہوئے ہیں۔ جو امیدواروں کو، استادوں کو اور والدین کو سب کو خراب کر رہا ہے اس طرح امیدوار نااہل بن جاتے ہیں اور ہماری نوزائیدہ مملکت جو ابھی نشوونما اور ارتقا کی ابتدائی منازل میں ہے ایسے نااہلوں پر ذمہ داری کا بوجھ کیسے ڈال سکتی ہے؟ ذرا اندازہ کیجئے کہ اس طرح کتنا وقت اور کتنی افرادی قوت ضائع ہوتی ہے۔ اور صرف اسلئے ضائع ہوتی ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کو فریب دے سکیں اور انہیں ایسی جعلی اور ناکارہ ڈگریاں مہیا کر سکیں۔ جو ان کے کسی کام نہ آ سکیں۔ جعلی اس معنی میں نہیں کہ ان میں جعلسازی کی گئی ہے۔ بلکہ اس معنی میں کہ یہ ڈگریاں ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو ان کے اہل نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ڈگریاں اس قوم کے افراد کے کسی کام کی نہیں، جسے ایک معین وقت میں قومی ترقی کے معین مقاصد کو حاصل کرنا ہے۔ معاشرہ کی اس بے حسی پر اس لئے بھی رونا آتا ہے کہ ہم نیا طریقہ امتحان بھی وضع کر سکتے ہیں لیکن کرتے نہیں۔ ایسا طریقہ امتحان جو

۱۔ موجودہ طریق امتحان کی بدعنوانیوں کو کم از کم ۷۰ فیصد تک کم کر دے

۲۔ شروع سے ہی طلباء کی ذہنی استعدادوں کو صحیح راستوں پر لگائے اور اس طرح وقت اور دولت کے ضیاع کو اگر زیادہ نہیں تو کم از کم ۵۰ فیصد تک کم کر دے

۳۔ ایسی سائنسی سہولتیں میسر ہوں کہ ہائی سکول تک پہنچتے پہنچتے طلبا کی استعدادوں کا صحیح اندازہ لگا لیا جائے اور اس طرح طلباء ان استعدادوں کے مطابق انجنیئرنگ میں ڈاکٹری میں یا دوسرے مناسب میدانوں میں زیادہ تخصص اور اعتماد کے ساتھ داخل ہو سکیں۔

اب میں دوسرے سوال کی طرف آتا ہوں کہ ہمارے نوجوان جس خود فریبی میں مبتلا ہیں اسے کیسے دور کیا جا سکتا ہے؟ میں اس سوال کا ذرا تفصیل سے جواب دینا چاہتا تھا۔ مگر میں پہلے ہی آپ کا بہت وقت لے چکا ہوں۔ اس لئے دو ٹوک بات کرتا ہوں کہ جب تک ہمارے پاکستانی نوجوان اپنے اندر خداداد صلاحیت کو ابھارنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ خوبیوں اور خامیوں کے تفصیلی تجزیہ کو اپنا شعار نہیں بنائیں گے۔ نیز نیکی اور بدی میں تمیز کرنا نہیں سیکھیں گے۔ اس وقت تک وہ اس خود فریبی سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکیں گے یہ سو باتوں کی ایک بات ہے!!

آپ نے بڑے صبر و تحمل کے ساتھ اس بات کی اجازت دی کہ میں اپنے ناپختہ نظریات کو آپ پر ٹھونس سکوں اس کے لئے میں آپ کا بے حد شکر گذار ہوں۔ لیکن ختم کرنے سے پیشتر چند باتوں کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ مبادا کوئی غلط فہمی پیدا ہو۔ اپنے خطبہ کے دوران میں بظاہر آپ لوگوں سے گفتگو کر رہا ہوں۔ شاید اس سے آپ کے ذہن میں کوئی غلط فہمی پیدا ہوئی ہو۔ جہاں تک آپ حضرات کا تعلق ہے جو یہاں میرے سامنے اس ہال میں تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کے نظم و ضبط اور اخلاق کا بہت مداح ہوں۔ مجھے آپ لوگوں کو بڑے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے علمی میدان میں بھی اور کھیل کے میدان میں بھی۔ جہاں میں آپ کو آپ کی علمی ترقیات پر اور کھیل کے میدان میں ٹھوس کامیابیاں حاصل کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ وہاں میں اس سے بڑھ کر آپ کو آپ کے نظم و ضبط آپ کے سلیقہ اور آپ کے صبر و تحمل پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ آپ نے مسلسل عملی مشکلات کے باوجود بھی حوصلہ نہیں ہارا۔ آپ اپنے نتائج پر بجا طور سے فخر کر سکتے ہیں اور اپنی مختلف انجمنوں یعنی کالج یونین، مجلس ارشاد، مجلس عربی، بزم اردو، سائنس سوسائٹی، بیالوجی سوسائٹی، مجلس ریاضی، بزم شماریات، بزم سیاسیات، بزم تاریخ، بزم فارسی اور مجلس اقتصادیات کی شاندار کارکردگی پر بھی!!

ایک اور بات جس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے خطبہ کے دوران میں نے اپنی آسانی کے لئے عمومی رنگ میں باتیں کی ہیں۔ اس سے یہ تاثر مرتب ہو سکتا ہے کہ میں تمام والدین۔ تمام اساتذہ، تمام طلباء، تمام دینی عالموں اور تمام تاجروں کو مورد الزام سمجھتا ہوں نہیں میرا یہ مطلب نہیں میرا یہ مطلب ہے کہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے ورنہ ایسی استثنائی مثالیں بھی موجود ہیں جو اپنے مخصوص میدانوں میں مکمل اور قابل تقلید نمونے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور ہمارے ملک نے اب تک جو ترقی کی ہے وہ انہی بابرکت روحوں کے فیضان کا نتیجہ ہے۔

آخر میں ایک اور بات کی وضاحت بھی کر دوں کہ اپنے نوجوانوں کی اس تاریک اور مایوس کن تصویر کشی کے باوجود میں اسی طرح پُر امید ہوں جس طرح عملی زندگی میں عمر بھر پُر امید رہا ہوں۔ کیونکہ میرا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ
اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا

کی اہمیت اور افادیت سے پوری طرح آشنا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے غیر محدود تخلیقی ممکنات عطا کئے ہیں۔ ایسا شخص اپنے نفس کے دھوکے اور فریب پر قابو پا سکتا ہے۔ لیکن اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کے انجام کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ جن کے بارہ میں یہ ارشاد ربانی بھی موجود ہے کہ

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا
عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا
فَاجِرًا كَفَّارًا

ترجمہ از ڈاکٹر ناصر احمد پروازی

معطی حضرات ایوانِ محمود
کی
خدمت میں

معطی حضرات ایوانِ محمود کے اسمائے گرامی کندہ کروائے ہیں۔ ایسے احباب جن کے وعدہ کی ادائیگی میں سے کچھ بقایا ہے۔ اُن سے التماس ہے کہ جلد از جلد بقایا ادا فرمائیں تاکہ اُن کے اسمائے گرامی بھی کندہ کروائے جا سکیں۔

مہتمم مال
خدام الاحمدیہ مرکزیہ

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

شانِ خاتم الانبیاء صلعم

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ کے نزدیک آنحضرت کا مقام اور شان کیا تھی۔ کارڈ آنے پر مفت

محمود احمد قمر ایڈووکیٹ سمن آباد لائل پور

وعدہ جات فضل عمر فاؤنڈیشن کی سو فیصدی ادائیگی

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن سال دال کی اطلاع کے مطابق مندرجہ ذیل احباب نے اپنا وعدہ سو فیصدی ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو اپنی برکات سے نوازے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

۱۔ ڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب ۔۔ — ۳۰۰۰ روپے
۲۔ ملک عزیز احمد صاحب کوٹ خادم ۔۔ — ۶۰۰ ،،
۳۔ چوہدری رحمت علی صاحب ۔۔ — ۴۰۰ ،،
۴۔ میاں عبدالمنان صاحب ۔۔ — ۱۵۰ ،،
۵۔ بابو فقیر اللہ صاحب ۔۔ — ۱۰۵ ،،
۶۔ بابو فیض محمد صاحب ۵۰ — ۵۵ ،،
۷۔ میاں عبدالحق صاحب ناصر ۔۔ — ۶۰ ،،
۸۔ ملک منیر احمد صاحب ۔۔ — ۱۰ ،،
۹۔ مرزا احمد بیگ صاحب ۔۔ — ۱۵۰ ،،
۱۰۔ اہلیہ بیگم صاحبہ بنت بابو فقیر اللہ صاحب ۔۔ — ۱۰ ،،
۱۱۔ ڈاکٹر ملک نعیم احمد صاحب قبولہ ۔۔ — ۱۰۰ ،،
۱۲۔ مولوی محمد لطیف احمد صاحب مربی سلسلہ ۔۔ — ۱۰ ،،
۱۳۔ اہلیہ صاحبہ ملک منیر احمد صاحب ۔۔ — ۱۰ ،،
۱۴۔ والدہ صاحبہ ملک بشارت احمد صاحب ۔۔ — ۱۰۰ ،،
۱۵۔ اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم ۔۔ — ۱۰۰ ،،
۱۶۔ ڈاکٹر مظفر حفیظ صاحب ۔۔ — ۱۰۰ ،،
۱۷۔ شیخ فاروق احمد صاحب ۔۔ — ۲۵ ،،
۱۰۔ نصرت زمانی صاحبہ ۔۔ — ۱۰ ،،
۱۹۔ چوہدری محمد شریف صاحب ڈجکوٹی ۔۔ — ۳۰ ،،
۲۰۔ اہلیہ صاحبہ میاں عبدالحق صاحب ناصر ۔۔ — ۱۰ ،،
۲۱۔ میاں حبیب احمد صاحب حولدار ۔۔ — ۱۰ ،،
۲۲۔ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب مرحوم ۔۔ — ۱۰۰ ،،
۲۳۔ امۃ القیوم صاحبہ بی اے ۔۔ — ۵ ،،
۲۴۔ میاں محمد ابراہیم صاحب (خادم مسجد) ۔۔ — ۱۵ ،،
۲۵۔ ماسٹر نور احمد صاحب $\frac{۱۰۱}{۴}$ ۔۔ — ۵۰ ،،
۲۶۔ عبدالرحیم صاحب مجاہد (ڈسپنسر) ۔۔ — ۵۰ ،،
۲۷۔ چوہدری علی احمد صاحب 66/5 D ۔۔ — ۶۰ ،،
۲۸۔ چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم ۔۔ — ۲،۰۰ ،،
۲۹۔ میاں ضیاء الدین صاحب (سنٹرل جیل) ۔۔ — ۵۰ ،،
۳۰۔ میاں علی محمد صاحب مسلم ۔۔ — ۷۵ ،،
۳۱۔ قاضی اقبال احمد صاحب مرحوم ولد میاں محمد لطیف صاحب نمبردار — ۳۰۰ ،،
۳۲۔ چوہدری حفیظ الدین صاحب ایڈووکیٹ ۔۔ — ۵۰۰ ،،
۳۳۔ ملک نعیم احمد صاحب پوسٹ ماسٹر ۔۔ — ۵۰ ،،
۳۴۔ حکیم محمد خورشید صاحب ۔۔ — ۳۰۰ ،،
۳۵۔ میاں عزیز احمد صاحب سنٹرل جیل ۔۔ — ۵۰ ،،
۳۶۔ نور بیگم صاحبہ اہلیہ مرحومہ بابو فقیر اللہ صاحب — ۲۰ ،،
۳۷۔ ڈاکٹر نعیمہ نزہت صاحبہ ۔۔ — ۳۶۰ ،،
۳۸۔ حکمت سلطانہ صاحبہ ۔۔ — ۲۷۰ ،،
۳۹۔ ملک برکت اللہ صاحب ایڈووکیٹ ۔۔ — ۲۱۴ ،،
۴۰۔ چوہدری مبارک علی صاحب ۔۔ — ۱۵۰ ،،
۴۱۔ عبداللطیف صاحب ٹھیکیدار ۔۔ — ۵۰ ،،
۴۲۔ سید سلیم شریفی صاحب ۔۔ — ۵۰ روپے
۴۳۔ پروفیسر رانا محمد طفیل صاحب ۔۔ — ۳۶۰ ،،
۴۴۔ ملک خدا بخش صاحب ۔۔ — ۲۰۰ ،،
۴۵۔ اہلیہ صاحبہ ملک خدا بخش صاحب ۔۔ — ۲۰۰ ،،
۴۶۔ ملک مظفر احمد صاحب ابن ،، ،، ۔۔ — ۱۰۰ ،،
۴۷۔ ملک مبارک احمد ابن ،، ،، ۔۔ — ۱۰۰ ،،
۴۸۔ ملک منصور احمد صاحب ،، ،، ۔۔ — ۵۰ ،،
۴۹۔ ملک ابوبکر صاحب ،، ،، ،، ۔۔ — ۵۰ ،،
۵۰۔ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت ،، ،، ۔۔ — ۵۰ ،،
۵۱۔ امۃ النصیر صاحبہ بنت ،، ،، ۔۔ — ۵۰ ،،
۵۲۔ ملک محمد شفیق صاحب دکاندار ۔۔ — ۲۰ ،،
۵۳۔ شمس الاسلام صاحب صدر قانونگو ۔۔ — ۱۰۰ ،،
۵۴۔ ملک محمد یوسف صاحب اعجاز ۔۔ — ۵۰ ،،
۵۵۔ والدین حکیم دین محمد صاحب و بابو فقیر اللہ صاحب ۔۔ — ۲۰ ،،
۵۶۔ نصرت جہاں صاحبہ بنت عبدالحق صاحب ناصر ۔۔ — ۱۰ ،،
۵۷۔ مسرت جہاں صاحبہ بنت ،، ،، ۔۔ — ۱۰ ،،
۵۸۔ حکیم دین محمد صاحب ۔۔ — ۵۴ ،،
۵۹۔ چوہدری حافظ لال دین صاحب قبولہ ۔۔ — ۵۰ ،،
۶۰۔ ملک ارشاد باری (نئی آبادی) ۔۔ — ۱۰ ،،
۶۱۔ حافظ محمد شریف صاحب اوکاڑہ ۔۔ — ۲ ،،
۶۲۔ امۃ المجیب صاحبہ دیپالپور ۔۔ — ۱۰ ،،
۶۳۔ رشیدہ ملک صاحبہ ،، ۔۔ — ۱۰ ،،
۶۴۔ صبیحہ ملک صاحبہ ،، ۔۔ — ۱۰ ،،
۶۵۔ فرخ مبشرات احمد صاحبہ ۔۔ — ۵۰ ،،
۶۶۔ چوہدری نور الدین جہانگیر صاحب ۔۔ — ۵۰۰ ،،
۶۷۔ سلمیٰ بیگم صاحبہ ۔۔ — ۳۰ ،،
۶۸۔ ملک محمد اشرف صاحب ۔۔ — ۲۰ ،،
۶۹۔ حاجی محمد سعید صاحب ($\frac{۱۰۸}{۹۰۷}$) ۔۔ — ۵ ،،
۷۰۔ حکیم غلام سرور صاحب ۔۔ — ۳۰ ،،
۷۱۔ قاضی محمود الحسن صاحب ۔۔ — ۱۸۰ ،،
۷۲۔ میاں عبدالحق صاحب ناصر (مزید ادائیگی) ۔۔ — ۵۰ ،،

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

مجالس خدام الاحمدیہ کے لئے یاد رکھنے کی باتیں

۱۔ یاد رکھیں کہ خدام الاحمدیہ نے اپنے پروگراموں میں خدمت نوع انسان اور حصول قرب الٰہی پر زیادہ زور دیا ہے۔

۲۔ خدام کو نماز باجماعت کا دلی بشاشت سے پابند بنانے کے لئے بھرپور کوشش جاری رکھیں کیونکہ جب تک ہمارے سو فیصد خدام نماز باجماعت کے عادی نہیں ہو جاتے ہمیں اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا۔

۳۔ آپ کی مجلس کے خدام کے لئے کم از کم تعلیمی معیار یہ مقرر کیا گیا ہے کہ وہ سب کے سب قرآن کریم ناظرہ اور نماز باترجمہ سیکھ چکے ہوں۔

۴۔ خدام میں روح خدمت کو ایسے رنگ میں بیدار کریں کہ وہ تکبر اور ریاکاری سے بچتے ہوئے بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت میں لگ جائیں۔

۵۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مجالس کارگزاری کی ماہانہ رپورٹ مہینہ ختم ہوتے ہی مقررہ فارم پر مرکز کو بھجوا دیا کریں تا مرکز کو آپ کے حالات سے واقفیت رہے اور وہ آپ کی بروقت مناسب راہنمائی اور مدد کر سکے۔

(مہتمم مقامی خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

محترمہ فاطمہ جناح کی دوسری برسی

کراچی ۹ جولائی۔ سوسے مسلم لیگ کے صدر اور قائد اعظم کے قریبی رفیق مسٹر ابو الحسن اصفہانی نے ملک میں جمہوریت اور پارلیمانی نظام حکومت بحال کرنے کے لئے محترمہ فاطمہ جناح مرحومہ کی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے مادرِ ملت کی دوسری برسی کے موقع پر ایک بیان جاری کیا ہے جس میں مسٹر اصفہانی نے کہا کہ مرحومہ کو ہمیشہ پاکستان کی فلاح و بہبود کا خیال رہا۔ اور انہوں نے ہمیشہ عوام کی خوشحالی اور بہتری کے لئے کام کیا۔ ان کے نزدیک ملک کا سب سے بڑا مفاد یہی تھا۔

امریکی فوج کا پہلا دستہ واپس امریکہ روانہ ہو گیا

سائیگون ۹ جولائی۔ امریکہ جنوبی ویت نام سے جن ۲۵ ہزار امریکی فوجیوں کو واپس بلا رہا ہے ان میں سے کل ۸۱۴ فوجیوں کا پہلا دستہ سائیگون سے امریکہ واپس روانہ ہو گیا۔ امریکہ کے نویں انفنٹری ڈویژن کے اس دستہ کو ۲۷ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ان کے کیمپ سے سائیگون کے تان سن نہٹ کے ہوائی اڈے پر پہنچایا گیا۔ جہاں سے امریکہ روانہ کر دیا گیا ہے۔

سائیگون میں امریکہ کا پہلا فوجی مشن ۱۵ جولائی ۱۹۵۰ء کو آیا تھا۔ دس سال بعد اس کی تعداد ۸۰۰ تک پہنچ گئی۔ نومبر ۱۹۶۲ء کو یہ تعداد گیارہ ہزار ہو گئی اور دسمبر ۱۹۶۴ء تک ۲۳ ہزار اور اس کے ایک سال بعد ایک لاکھ ۸۴ ہزار ہو گئی۔

گذشتہ برس مئی میں صدر جانسن نے اپنے عہدہ صدارت کی میعاد ختم ہونے سے قبل اس تعداد کو پانچ لاکھ ۴۰ ہزار کر دیا۔ اب تک اس کے بعد کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

مصری چھاپہ ماروں کا زبردست حملہ

قاہرہ ۹ جولائی۔ مصری چھاپہ ماروں نے کل نہر سویز عبور کر کے مقبوضہ اسماعیلیہ کے جنوب میں اسرائیلی فوج پر زبردست حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں انہوں نے ۳۰ فوجیوں کو ہلاک کرنے کے علاوہ دشمن کے تین ٹینک دو بکتر بند گاڑیاں اور تمام مورچے تباہ کر دیئے اس کے علاوہ راکٹوں کا ایک اڈہ بھی تباہ ہو گیا۔ اس جنگ میں پانچ مصری چھاپہ مار

شہید ہوئے۔ ادھر بحیرہ احمر کے علاقے میں مصری فضائیہ نے اسرائیل کا ایک طیارہ مار گرایا۔

اسرائیلی بندرگاہ آگ کی لپیٹ میں

بیروت ۹ جولائی۔ اسرائیلی بندرگاہ ایلات میں کل بموں کے زبردست دھماکے ہوئے جس کے بعد بندرگاہ کی عمارت اور دوسری تنصیبات کو آگ لگ گئی اس کے نتیجہ میں متعدد عمارتیں اسلحہ کے ذخائر اور دوسرا سامان جل کر تباہ ہو گیا۔ آٹھ اسرائیلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ بندرگاہ ایلات کو بموں سے اڑا دینے کی کوشش فلسطینی چھاپہ ماروں کی تنظیم العاصفہ کے جانبازوں نے کی ہے انہوں نے خفیہ مقامات پر بم رکھ دیئے تھے جن کے پھٹنے سے پوری بندرگاہ آگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ آگ بندرگاہ کی تمام تنصیبات اسلحہ کے ذخائر اور کیمیاوی کھاد اشیاء کے گوداموں تک جا پہنچی اسرائیلی فوج اور پولیس کی کوششوں کے باوجود بندرگاہ سارا دن جلتی رہی۔

شام کے سات طیارے گرا لئے گئے

تل ابیب ۹ جولائی۔ اسرائیل کے ایک ترجمان نے دعویٰ کیا ہے کہ اسرائیل نے شام کے سات مگ طیارے مار گرائے ہیں دونوں ملکوں میں فضائی جھڑپ مقبوضہ گولان کی پہاڑیوں پر ہوئی۔

مشرق وسطیٰ میں باقاعدہ جنگ کی سی صورتحال

نیو یارک ۹ جولائی۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اوتھان نے کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اس وقت باقاعدہ جنگ کی سی صورت حال موجود ہے اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ فریقین کے درمیان ہونے والی شدید جھڑپوں میں اضافہ ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ بات سلامتی کونسل کے نام ایک رپورٹ میں کہی ہے۔

سیکرٹری جنرل اوتھان نے کہا کہ ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد عرب ممالک اور اسرائیل کے درمیان اتنی شدید جھڑپیں پہلے کبھی نہیں ہوئیں جتنی ان دنوں ہو رہی ہیں انہوں نے اقوام متحدہ کے تمام رکن ملکوں سے اپیل کی کہ وہ جنگ بندی کی حالت بحال کرنے میں مدد دیں۔

ماہنامہ
الفرقان کے خاص نمبر

حسب ذیل خاص نمبر مکتبہ الفرقان سے دستیاب ہو سکتے ہیں:۔

۱۔ خلافت نمبر ۸۴ پیسے
۲۔ فضیلت اسلام نمبر ۱/۰۰ روپیہ
۳۔ جہاد نمبر ۱/۰۰ روپیہ
۴۔ حضرت فضل عمر نمبر ۱/۲۰ روپیہ
۵۔ حضرت خیر الانبیاء نمبر ۲/۰۰ روپیہ
۶۔ حضرت حافظ روشن علی نمبر ۱/۲۰ روپیہ
۷۔ حضرت میر محمد اسحٰق نمبر ۱/۲۰ روپیہ
۸۔ درویشان قادیان نمبر ۲/۵۰ روپیہ
۹۔ مولانا شمس نمبر ۱/۰۰ روپیہ
۱۰۔ خاص نمبر ۷۵ پیسے

ملنے کا پتہ: مکتبہ الفرقان ربوہ

کیور ٹیو سسٹم
کی ادویات کے متعلق معززین کے تجربات
پائیوریا کا کامیاب علاج

پرانے پائیوریا کی وجہ سے میرے مسوڑھوں سے بہت خون نکلتا تھا۔ اینٹی پائیوریا کھانے سے نہ صرف خون نکلنا ہی بند ہو گیا بلکہ دانت بھی بتدریج مضبوط ہو رہے ہیں۔ اینٹی پائیوریا واقعی حیرت انگیز دوا ہے۔

مقتبس از خط مکرم محمد امین صاحب چوہدری ۲۶ صلاح الدین سٹریٹ اسلامیہ پارک لاہور

قیمت مکمل کورس ۱۰/- سولہ روزہ کورس ۴/-

کیور ٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ
۳۵ کمرشل بلڈنگ مال لاہور
ڈاکٹر رشید ہومیو اینڈ کمپنی گول بازار ربوہ

تعمیر مساجد ممالک بیرون میں حصہ لینے والی بہنوں کے لئے خوشخبری

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں ۳۰ احسان ۱۳۴۹ تک تعمیر مساجد ممالک بیرون پاکستان کے لئے حصہ لینے والی بہنوں کے ناموں کی فہرست مع ان کی مالی قربانیوں کے پیش کی گئی۔ اس فہرست کو ملاحظہ فرما کر حضور ایدہ اللہ نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے دعا کی نیز فرمایا:۔

جزاھن اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ ہماری سب بہنوں کی مالی قربانیوں کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں اور ان کے خاندانوں کو ہمیشہ اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

ہماری دیگر بہنوں کو بھی چاہیئے کہ تعمیر مساجد ممالک بیرون پاکستان کے لئے چندہ میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے انعامات نیز اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں حاصل کریں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

درخواست دُعا

میری اہلیہ صاحبہ مختلف عوارض سے بیمار ہیں اور ان دنوں طبیعت زیادہ ناساز ہے۔ جملہ احباب کرام و بزرگان سلسلہ سے ان کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ (شیخ احمد علی سابق سٹیشن ماسٹر گڑھی شاہو لاہور)

۲۔ احباب کرام امسال میں میٹرک میں شامل ہونے والے احمدی امیدواروں کی اعلیٰ اور نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (سیکرٹری احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور)

کیول سنگھ کی ایئر مارشل نور خان سے ملاقات

راولپنڈی۔ ۹ جون۔ بھارتی وزارت خارجہ کے سیکرٹری کیول سنگھ نے آج پاک فضائیہ کے کمانڈر انچیف ایئر مارشل نور خان سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ اس موقع پر بھارتی ہائی کمشنر مسٹر بی کے اچاریہ اور پاکستان کے دفتر خارجہ کے ڈائریکٹر جنرل مسٹر آفتاب خان بھی موجود تھے۔

کلکتہ میں بموں کے دھماکے

کلکتہ ۹ جولائی۔ کلکتہ میں مختلف مقامات پر پچھلی رات اور کل دن کے وقت بموں کے زبردست دھماکے ہوئے خیال ہے کہ یہ بم انتہا پسند کمیونسٹوں نے ان مقامات پر رکھ دیئے تھے جو بعد میں پھٹ گئے دھماکوں کے آس پاس کی عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ ان کے دروازے اور کھڑکیاں اور شیشے ٹوٹ گئے بعض مقامات پر بم پھٹنے سے کئی افراد ہلاک یا زخمی ہو گئے۔ پولیس زخمی ہونے والوں کی صحیح تعداد نہیں بتا سکی بموں کے دھماکوں کے بعد شہر میں بسوں اور ٹراموں کی آمد و رفت بند کر دی گئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں حقیقی توحید کا اعلان ہی نہیں کیا

بلکہ آپ نے خدائے واحد کے نام کی بلندی کے لئے ہر مصیبت اور ہر دُکھ کو خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا

سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ انبیاء کی آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ کی تفسیر کے ذیل میں اس امر کو واضح فرماتے ہوئے کہ توحید کامل کا اعلان اور اسی کا قیام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی دنیا میں عمل میں آیا مزید فرماتے ہیں:۔

"یہ وہ توحید ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی اور بتایا کہ تمہاری کامیابی اسی میں ہے کہ تمہارا اسی دنیا میں خدا سے وصال ہو جائے اور سوائے خدا کے تمہاری نگاہ اور کسی وجود پر نہ پڑے۔ دنیا نے آپ کے اس پیغام کا انکار کیا اور بڑی سختی سے آپ کا مقابلہ کیا۔ آپ کو بڑی بڑی اذیتیں پہنچائی گئیں اور بڑی بڑی روکا وٹیں آپ کے مقصد حائل کی گئیں مگر آپ نے خدائے واحد کے لئے ہر مصیبت کا خوشی سے خیر مقدم کیا ہر دُکھ کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ اور کسی نازک سے نازک موقع پر بھی مداہنت یا نفاق کو برداشت نہیں کیا۔ اُحد کی جنگ میں جب بعض مسلمانوں کی غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی اور کفار نے پیچھے سے حملہ کر کے مسلمانوں کو تتر بتر کر دیا بلکہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دشمن کے دباؤ کی وجہ سے ایک گڑھے میں گر گئے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو اس وقت مسلمانوں کی یہ کیفیت تھی کہ زمین و آسمان ان کے لئے تنگ ہو گئے مگر جلد ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ چنانچہ صحابہؓ نے آپ کو لاشوں کے نیچے سے نکالا۔ اور جوں جوں مسلمانوں کو علم ہوتا گیا وہ آپ کے گرد جمع ہوتے گئے مگر پھر بھی ان کی تعداد تھوڑی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کو ساتھ لے کر پہاڑ کے ایک دامن میں چلے گئے۔ اس وقت ابوسفیان نے بڑے تکبر سے آواز دی کہ مسلمانو! کہاں ہے تمہارا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے اسے مار دیا ہے۔ صحابہ جواب دینا چاہتے تھے مگر آپ نے روک دیا۔ ابوسفیان نے پھر آواز دی اور کہا! کہاں ہے ابوبکرؓ! صحابہؓ پھر جواب دینا چاہتے تھے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی روک دیا۔ پھر اس نے بڑے جوش سے کہا! کہاں ہے عمرؓ! حضرت عمرؓ کہنا ہی چاہتے تھے کہ میں تمہارا سر توڑنے کے لئے یہاں موجود ہوں۔ مگر آپ نے فرمایا مت بولو۔ دراصل ابوسفیان کی غرض یہ تھی کہ وہ پتہ لگائے کون کون زندہ ہے اور کون کون نہیں۔ آج کل بھی جنگ میں ایسی خبریں مشہور کر دی جاتی ہیں جن کی اصل غرض صرف اطلاع حاصل کرنا ہوتی ہے۔ مثلاً مشہور کر دیا جاتا ہے کہ فلاں جرنیل پکڑا گیا۔ یا فلاں جہاز ڈوب گیا ہے اور جس حکومت کا وہ جرنیل یا جہاز ہوتا ہے خاموش رہتی ہے۔ تردید نہیں کرتی تاکہ دشمن کو معلومات حاصل نہ ہوں۔ یہی غرض ابوسفیان کی بھی تھی۔ مگر جب مسلمانوں کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ تو اس نے یہ سمجھ لیا کہ یہ تینوں مسلمان لیڈر مارے گئے ہیں۔ اس پر اس نے بڑے زور سے اپنا مشرکانہ نعرہ بلند کیا۔ اور کہا اُعْلُ هُبَلُ اُعْلُ هُبَلُ یعنی ہمارا اصل دیوتا بڑی شان والا ہے۔ جس نے اس نے مسلمانوں کو شکست دے دی۔ چونکہ صحابہؓ کو بار بار رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے کہ خاموش رہو۔ اس لئے اس مشرکانہ نعرہ پر بھی وہ خاموش رہے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے جوش سے صحابہ سے کہا جواب کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم کیا کہیں۔ آپ نے فرمایا کہو اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ یعنی تمہارے ہبل کی کیا حقیقت ہے اللہ تعالیٰ ہی بلند اور سب سے زیادہ طاقتور ہے۔ اب دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اپنی اور اپنے صحابہ کی موت کا اعلان تو برداشت کر لیا مگر جب خدا تعالیٰ کا نام آیا تو اس وقت آپ نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ ہم تھوڑے ہیں اگر دشمن کو پتہ لگ گیا تو وہ حملہ کر کے نقصان پہنچائے گا۔ بلکہ آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ جواب دو تمہارا اصل خدا کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے

قائدین اضلاع اور قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ہفتہ اشاعت منائیں

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

رسالہ خالد مجلس خدام الاحمدیہ کا ترجمان ہے اور رسالہ تشحیذ احمدی بچوں اور بچیوں کا اپنا پیارا رسالہ ہے اس کی خریداری بڑھانا ہر نوجوان اور بچے کا فرض ہے اس سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ۔ لاہور۔ سرگودھا۔ کراچی اور قیادت ضلع ملتان۔ لاہور نے بہت کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔ اور بہتر جزا دے۔

میری خواہش ہے کہ تمام مجالس، قائدین اضلاع و علاقہ خریداری کو بڑھانے کے سلسلہ میں مورخہ ۱۳ر (دنا ر جولائی) تا ۲۰ دنا ہفتہ اشاعت منائیں۔ اور اس میں خالد اور تشحیذ کے نئے خریدار بنا کر فہرستیں مجھے بھجوائیں۔ نیز بڑی بڑی شہری مجالس اشتہارات حاصل کر کے بھی بھجوائیں۔ نیز اس ہفتہ کی مساعی کی رپورٹ بھجوائیں۔ تاکہ خالد کے آئندہ شمارہ میں اس کا ذکر آسکے یہ امر یاد رہے کہ رسالہ خالد کی قیمت -/۶ روپے سالانہ اور تشحیذ کی -/۵ روپے سالانہ ہے۔ خریداروں کی فہرست کے ساتھ چندہ اور اشتہارات کے ساتھ ان کی قیمت کا آنا ضروری ہے۔

ضروری اِعلان

یکم جولائی ۱۹۶۹ سے لفافہ کی قیمت پندرہ پیسے کی بجائے بیس (۲۰) پیسے ہو چکی ہے۔ مگر ابھی تک بعض دوست پندرہ پیسے والے لفافے ہی استعمال کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے چٹھیاں بیرنگ ہو جاتی ہیں اور دفتر کا بلاوجہ بہت سا خرچ بڑھ جاتا ہے لہٰذا احباب اس طرف فوری توجہ دیں اور لفافہ پر بیس پیسے کا ٹکٹ لگائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تربیت) دفتر وقف عارضی)

جماعت احمدیہ شاہ مسکین کا سالانہ تربیتی جلسہ

جماعت احمدیہ شاہ مسکین کا باونواں (۵۲) سالانہ جلسہ امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۱۳ر جولائی بروز اتوار بمقام شاہ مسکین ہوگا۔ جس میں علمائے کرام رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تقاریر فرمائیں گے۔ آس پاس کی جماعتوں اور جماعت احمدیہ لاہور کے احباب سے درخواست ہے کہ جلسہ میں شمولیت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

شاہ مسکین لاہور سے ۲۶ میل کے فاصلے پر لاہور، جڑانوالہ روڈ پر واقع ہے لاہور سے کرایہ ایک طرف صرف ۱۵ر آنے ہے۔ رہائش اور کھانے کا انتظام بذمہ جماعت احمدیہ شاہ مسکین ہوگا۔

سید معین شاہ
برائے پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہ مسکین

درخواستِ دُعا

خاکسار کے لڑکے عزیزم ڈاکٹر کریم اللہ صاحب زیروی مع اہل وعیال ۱۲ر جولائی کو واشنگٹن (امریکہ) سے بذریعہ ہوائی جہاز لندن کے لئے روانہ ہوں گے اس کے بعد جرمنی، کویت، جدہ اور مکہ معظمہ ہوتے ہوئے انشاء اللہ العزیز ۳۰ر جولائی کو کراچی پہنچیں گے۔ وہاں ایک دو روز ٹھہر کر ۲ر اگست کو ربوہ آئیں گے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ان کا حافظ و ناصر ہو اور ان کا یہاں واپس آنا دینی و دنیوی لحاظ سے زیادہ سے زیادہ بابرکت ہو۔

صوفی خدا بخش عبد زیروی
نائب ناظم مال وقف جدید ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۵۴